

میرے خفی میں پہنچا، جو سالک کہ اس مقام پر پہنچا ہے اُس کا نام عیسوی المشرَب ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کا تمام عالم سے منفرد اور مجرد ہونا اس مقام پر سالک کو مشہود ہوتا ہے۔ پھر لطیفہ اخفی کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفی کے مقابل سمجھ کر عرض کرے کہ ”شان جامع“ کا فیض کہ جو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخفی میں پہنچایا ہے میرے اخفی میں پہنچا۔ جو سالک کہ اس راستہ میں واصل ہوتا ہے اُس کو محمدی المشرَب کہتے ہیں مخلوق باخلاق اللہ واللہ تعالیٰ کے اخلاق سے آراستہ ہونا سالک کو اس درجہ میں نصیب ہوتا ہے (مصرع) تیار کرا خواہد و میلش بکہ باشد معلوم نہیں کہ دوست کس کو چاہتا ہے اور اُس کا میلان کس کی طرف ہوتا ہے۔ نفی و اثبات کے ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنی سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال کلمہ ”لا“ کو ناف سے دماغ میں پہنچائے اور لفظ ”الہ“ کو دائیں کندھے پر لے جائے اور لفظ ”الا اللہ“ کی پانچوں لطائف میں گزار کر دل پر ضرب کرے اس طرح شد و مد کے ساتھ

کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچے اور لفظ محمد رسول اللہ کو سانس چھوڑنے کے وقت خیال کی زبان سے کہے اور ذکر میں معنی کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے اور "لا" کے وقت اپنی ہستی اور جمیع موجودات کی نفی کرے اور اثباتِ اِلا اللہ کے وقت ذاتِ حق سبحانہ و تعالیٰ کا اثبات کرے اس ذکر میں دوسری شرط یہ ہے کہ زبانِ خیال سے چند مرتبہ خاکساری عاجزی اور نیاز مندی سے جناب باری میں مناجات کرے کہ پروردگار میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا میرا سرمایہ ہے تو مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما۔

اپنی توجہ قلب کی طرف اور قلب کی توجہ ذاتِ الہی کی طرف رکھنا ضروری ہے کیونکہ نسبت کا حصول ان دو چیزوں کے بغیر محال ہے۔ اس توجہ کو وقوفِ قلبی کہتے ہیں پھر یہ بھی ضروری ہے کہ دل کو خیالات اور وسوسوں سے دور رکھے تاکہ یہ خیالات پر آگندہ اس پر غلبہ نہ کریں اس کو نگہداشت کہتے ہیں۔

جس دم ذکر میں مفید ہوتا ہے گرمیِ دل۔ ذوق

و شوق، رقت، محبت، خیالات و وسوس کا ازالہ اس کے فوائد ہیں، اور اس سے کشف بھی حاصل ہو سکتا ہے نفی و اثبات کے ذکر میں حدود طاق کی رعایت معمول ہے۔ اور اس کو وقوف عدوی کہتے ہیں۔ نفی و اثبات کے ذکر کا مذکورہ بالا طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمۃ اللہ علیہ کو تعلیم فرمایا تھا۔ ایک سانس میں ایک بار سے لے کر اکیس بار تک پہنچائے اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہیں دیکھا تو اس کا عمل باطل ہے۔ تیسرے سے شرائط کی اچھی طرح پابندی کے ساتھ کرے۔

طریق دوم دوسرا طریقہ ”مراقبہ“ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر ذکر اور بغیر رابطہ شیخ خیالات فاسدہ سے اپنے دل کو محفوظ رکھنا اور اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا۔ اس کی تدبیر یہ ہے کہ عاجزی اور فرد تنی کے ساتھ ذات الہی کی طرف ہر وقت متوجہ رہے تاکہ توجہ الی اللہ بلامرأحت اس کی عادت بن جائے اس کو ”حضور“ بھی کہتے ہیں اور ذکر سے مقصود بھی یہ ہی ہے۔

طریق سوم شیخ کامل و مکمل کی صحبت سے استفادہ
 تیسرا طریق ہے، شیخ کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل
 غفلت سے پاک ہو جاتا ہے۔ جذ بہ محبت اور مشاہدہ الہی کے
 انوار کی شمع مریدین روشن ہو جاتی ہے۔ شیخ کی موجودگی میں
 تواضع اور اس کی خوشنودی کے خیال سے اور اس کی غیر
 موجودگی میں اس کا تصور کر کے مرید فیض پاتا ہے، مشائخ
 نے فرمایا ہے کہ یہ طریق مقصد تک آسانی سے پہنچانے والا
 ہے، اور اس کو رابطہ کہتے ہیں۔

ان سب اعمال و اشغال کے بعد جب دل کو
 حضور و جمیعت حاصل ہو جائے۔ اور تقریباً چار گھنٹہ
 دل میں خطرات و وساوس نہ آئیں۔ تو یہ اس امر کی علامت
 ہے کہ دائرہ امکان جس کو مشائخ نے پہلا دائرہ کہا ہے۔
 کو سالک نے طے کر لیا ہے۔ بعض مشائخ نے انوار دیکھنا
 اس دائرہ کو طے کرنے کی علامت فرمایا ہے دائرہ امکان کا
 نصف زمیں سے عرش تک ہے اور دوسرا نصف عرش سے
 اوپر ہے اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے اس کی شکل یہ
 ہے۔



مراقبہ معیت :- اس کے بعد آیت کریمہ وهو معکم ایما کنتم
 وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، کے مراقبہ میں مشغول ہو جائے
 آیت کریمہ کے معنی کا خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت میری
 اور کائنات کے ہر ذرہ کے ساتھ ہے۔ اس مقام میں لا الہ
 الا اللہ کا زبانی ذکر اس طرح کہ سالک کی توجہ قلب کی طرف
 ہو اور قلب کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف معنی کی رعایت کے
 ساتھ بہت فائدہ دیتا ہے، اس مراقبہ میں فیض کا منشاء
 ولایت صغریٰ کا دائرہ ہے اور بطیفہ قلب پر فیض وارد
 ہوتا ہے۔ دائرہ ولایت صغریٰ دو دائرہ ہے اور

اس کو دائرہ ظل اسماء و صفات بھی کہتے ہیں۔ اس میں تجلیات افعالیہ الہیہ میں "سیر" حاصل ہوتی ہے۔

نیز اس مرتبہ میں توحید و جود ہی، ذوق شوق، رونا و ہونا، ہر وقت ذاتِ حق میں استغراق، و محویت اللہ تعالیٰ کی طرف کامل توجہ، ماسوا کے خیال کا مٹ جانا، حاصل ہوتا ہے اور اسی کو فنائے قلبی کہا جاتا ہے۔ جب سالک کی توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کرے اور نفس کا تزکیہ ہو جائے جس کی جگہ درمیان پیشانی ہے تو ولایت کبریٰ جو کہ ولایت انبیاء ہے شروع ہو جاتی ہے یہ ولایت تین دوائر اور ایک قوس پر مشتمل ہے۔

پہلے دائرہ میں آیت کریمہ سخن اقرب الیہ من جبل الوریذ (ہم تمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں) کے مفہوم کا مراقبہ ہے جس کی نیت اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو میری جان کی رگ سے بھی میرے زیادہ نزدیک ہے۔ مجھ پر فیض آرہا ہے۔ فیض کا منشاء و اثرہ اولیٰ ولایت کبریٰ ہے لطیفہ نفس اور عالم امر کے لطائف خمسہ پر اس مرتبہ میں لا الہ الا اللہ کا ذکر زبان اور خیال سے

(اُن کے شرائط کے ساتھ) ترقی بخشنا ہے۔ کامل توجہ الی اللہ
 خطرات و وساوس کا ازالہ اسی طرح عروج و نزول اور
 قلب کی خاص کیفیات اس مقام کا نقد سرمایہ ہیں بلکہ اہمہ
 اہمہ تمام بدن پر انجذابی کیفیت طاری رہتی ہے۔ اس مرتبہ
 میں لطیفہ قلب کی بہ نسبت حالات و کیفیات بے رنگ
 اور بے مزہ ہیں، لطیفہ نفس میں اس مرتبہ کی نسبت جب
 قوی ہو جائے گی تو قلب فراموش ہو جائے گا۔

دوسرے دائرہ میں آیت شریفہ **مُحِبُّونَهُ** (وہ اُن
 سے محبت کرتا ہے) اور وہ اس سے محبت کرتے ہیں) کے معنی
 کو ملحوظ رکھ کر مراقبہ محبت کرے اس تصور سے کہ اُس
 ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست
 رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے منشاء فیض
 ولایت کبریٰ کا دائرہ ثانیہ ہے جو کہ دائرہ اولیٰ کی وصل ہے
 مور و فیض صرف لطیفہ نفس ہے۔

تیسرے دائرہ میں بھی آیت کریمہ **مُحِبُّونَهُ** (وہ
 اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ ان کو
 دوست رکھتا ہے) کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ

اُس ذات سے جو مجھ کو دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ منشاء فیض ولایت کبریٰ کا دائرہ ثالث ہے جو ایشیاء علم کی ولایت اور دائرہ ثانیہ کی اصل ہے قوس میں بھی آیت کریمہ مذکورہ بالا کے مفہوم کو ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ اُس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اُس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفہ نفس پر فیض آ رہا ہے۔ فیض کا منشاء ولایت کبریٰ کی قوس ہے جو کہ تیسرے دائرہ کی اصل ہے۔ یہ تین اصول ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کے اعتبار ہیں کہ جو صفات و شیونات کے مبادی ہیں۔

ہر زمانے روی جاناں را نقابے دیگر است
 ہر حجابے را کہ طے کردی حجابی دیگر است
 ولایت کبریٰ کے مقام بلند میں سالک کو درج ذیل امور حاصل ہوتے ہیں۔ سینہ کھل جاتا ہے۔ صبر و شکر کا مقام نصیب ہوتا ہے۔ کہ قضا و قدر کے حکم پر چوں و چرا ختم ہو جاتی ہے۔ احکام شرعیہ کے قبول کرنے میں دلیل کی ضرورت نہیں رہتی جن چیزوں میں دلیل کی ضرورت ہو

کرتی ہے وہ سب کے سب بدیہی بن جاتی ہیں۔ ہر قسم کی شورش سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ترین یقین ہو جاتا ہے نفس کو استہلاک و اضمحلال (ہلاک ہونا اور گھٹنا) ہوتا ہے جس طرح کہ برف و دھوپ میں پگھل جاتی ہے۔ توحید شہودی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ ”انا“ مر جاتا ہے کہ سالک اپنے وجود کو حضرت حق جل مجدہ کے وجود کا پر تو اور اپنے وجود کے توابع کو حق تعالیٰ کے وجود کے پر تو کے توابع جانتا ہے جب خود کے لئے لفظ انا استعمال کرتا ہے تو اس کو مجاز سمجھتا ہے۔ اپنی ملیتوں کو تہمت زدہ اور اپنے عملوں کو ناقص سمجھتا ہے۔

اخلاق حمیدہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ رذائل اخلاق حرمں، نجل، حسد، کینہ، تکبر، حب جاہ وغیرہ سے تزکیہ (صفائی) ہو جاتا ہے۔

ولایت کی بوسی اور سیر اسم الظاہ صراط کرنے کے بعد اسم الباطن کی سیر و سلوک سامنے آتا ہے، سیر اسم الباطن کو ولایت علیا اور ولایت ملائکہ کرام کہا جاتا ہے۔ اس ولایت میں سوائے عنصر خاک عناصر ثلاثہ

یعنی آگ پانی، ہوا سے کام پڑتا ہے مراقبہ میں ذات باری جو اسم الباطن کا معنی ہے کو ملحوظ رکھے فیض کا منشاء دائرہ ولایت علیا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا ذکر اور نفل نماز بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔ توجہ، حضور اور عنا صر ثلاثہ میں عروج و نزول حاصل ہوتا ہے۔ اس دائرہ میں باطن کے اندر عجیب وسعت اور طاء اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں۔ اور ایسے راز جو پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں معلوم ہونے لگیں۔

جب اسم الظاہر اور اسم الباطن کی سیر سالک نے طے کر لی تو گویا اُس کو مقصود یعنی ذات بحت کی طرف سیر کے لئے ڈوباز و میسر آ گئے۔ ولایت علیا طے کرنے کے بعد اگر فضل الہی شامل ہو تو اُس کو سب سے پہلے کمالات نبوت میں سیر واقع ہوگی۔ کمالات نبوت کا مطلب ہے تجلی ذاتی۔ دائمی۔ بے پردہ اسماء و صفات اس جگہ ذات بحت کا کہ جو منشاء ہے کمالات نبوت کا مراقبہ کرتے ہیں اور مورد فیض لطیفہ خاک ہے۔

اس عجیب مقام میں جس کے ایک نقطہ کا طے کرنا تمام

مقاماتِ ولایت سے بہتر ہے حضور بے جہت حاصل ہوتا ہے
 نگرانیِ شورشِ اطلب، بے تابیِ شوقِ سب کے سب زائل
 ہو جاتے ہیں اور ان سے یقین حاصل ہو جاتا ہے معرفت کے
 مقام، حال یہاں کوتاہ دست معلوم ہوتے ہیں۔ لا تدرکہ
 الابصار کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی
 کی علامت ہے نسبتِ باطن کی بے علمی اور ناشناسی اور
 وصلِ غریبی کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس جگہ
 وصول ہے، حصول نہیں۔

اتصالے بے تکلیف بے قیاس

ہست رب الناس را با جانِ ناس

یعنی لوگوں کے رب کو لوگوں کی جانوں کے ساتھ ایک
 بے اندازہ اور بے کیف اتصال ہے، صفائیِ قلب،
 اطمینانِ کامل، شریعتِ محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیہ
 کا اتبارع، باطنی نسبت میں وسعت، اور بے رنگی بے
 کیفی حاصل ہوتی ہے، اس مقام کے معارفِ انبیاء علیہم
 السلام کے شریعتیں ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے
 اور دوسروں کو انبیاء کی متابعت و وراثت سے

حاصل ہوتا ہے۔ توحید و جود و قیود و جو کہ معارف میں سے ہیں راستہ میں رہ جاتی ہیں۔ اس کے بعد کمالات رسالت کا مراقبہ کرے، اس نیت سے کہ اُس ذات بحت سے جو کمالات خاص رسالت کا منشا رہے سالک کی ہمت و جدانی پر فیض آرہا ہے دسوں لطیفوں میں تکمیل اور تقریر کو ہمت و جدانی کہتے ہیں عروج و نزول و اسحادات تمام بدن کا حصہ ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور لمبی قرأت کے ساتھ نقل نماز میں کمالات ثلاثہ اسی طرح حقائق سبعہ جن کا بیان آگے آرہا ہے میں ترقی بخشتا ہے۔ اس مرتبہ میں بھی بے رنگی اور بے کیفی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ یہ سارے مقامات ذات بحت حق سبحا و تعالیٰ کے بحر بے کنار کی موجیں ہیں جل جلالہ و عم نوالہ۔ اس کے بعد اس ذات بحت سے جو کمالات اولوالعزم کا منشا رہے اپنی ہمت و جدانی پر فیض لینے کا مراقبہ کرے۔ اس کے بعد حقیقت کعبہ کا مراقبہ کرے اس طرح کہ اس ذات واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقت کعبہ ربانی کا منشا رہے میری ہمت و جدانی پر فیض آرہا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی سالک

پر مشہود ہو جاتی ہے اور سالک کے باطن پر ہیبت غالب ہو جاتی ہے۔ جب فنا و بقا اس مرتبہ پاک کی حاصل ہو جاتی ہے تو سالک خود کو بھی اس سے منصف سمجھتا ہے، اور ممکنات کی توجہ اپنی طرف سمجھتا ہے۔

بعد ازاں حقیقت قرآن مجید کا مراقبہ کرے کہ اُس کمال وسعت والی بے چون و ذات سے جو منشاء حقیقت قرآن مجید ہے میری ہیبت و حدانی پر فیض آ رہا ہے۔ کلام الہی کے بطون اسرار اس جگہ ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے۔ جس سے گوہر مقصود حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرہ موسوی کا حکم رکھتی ہے اور قاری کا تمام قالب زبان میں معلوم ہوتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل راجحہ کا وارو ہوتا ہے۔

آیت کریمہ انا نلقی علیک قولاً ثقیلاً بے شک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے، میں اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

اس پاک مرتبہ سے بھی اُونچا ایک اور مرتبہ ہے جس کا نام حقیقت
 صلاۃ ہے اس کا مراقبہ اس طرح معمول ہے کہ سالک نیت
 کرے کہ اُس ذاتِ بے مثل کمال وسعت والی بے چون
 سے جو حقیقت صلاۃ کا منشا ہے میری ہیئت وحدانی پر
 فیض آ رہا ہے۔ اس مقام کی بلندی کے بارے میں کیسے
 لب کشائی کی جائے۔ کیونکہ حقیقت قرآن مجید اس کا ایک حصہ
 ہے اور حقیقت کعبہ دوسرا حصہ جس سالک کو یہ پاکیزہ
 حقیقت مل جائے تو وہ نماز کی ادائیگی کے وقت اس
 وارفانی سے چلا جاتا ہے اور دارِ آخرت میں داخل ہو جاتا
 ہے، حدیث شریفہ ان تعبد اللہ کانک تراہ اس مقام
 کو پوری طرح آشکارا کرتی ہے اور اسی حالت شریفہ کے
 متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔
 الصلاۃ معراج المؤمن (نماز مومن کی معراج ہے) نیز آپ
 نے ارشاد فرمایا ہے اقرب ما یكون العبد من الرب فی
 الصلاۃ (بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب
 ہوتا ہے) اگر نماز پڑھنے کا حکم نہیں فرماتا تو چہرہ مقصود کی
 نقاب کشائی کون کرتا۔ اور طالب کو مطلوب کی رہنمائی کون

کرتا ننگساروں کو لذت بخشنے والی نماز ہے۔ پیاروں کو آرام پہنچانے والی نماز ہے۔ ”ارحی یا بلال“ اسے بلال مجھے نماز کے ذریعہ راحت پہنچا، میں اسی کی طرف اشارہ ہے، اور قسۃ عینی فی صلاۃ۔ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز ہے میں بھی اسی کی طرف رہنمائی ہے۔ لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جم غفیر اپنے اضطراب اور فیض کی تسکین و علاج راگ و نغموں کے پردہ میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع و وجد و تواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وہ رقص و رقاصی کو اپنی عادت بنا لیتے ہیں اگر نماز کے کمالات کا ایک شتمہ بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی بھی سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے ع

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوئند
حقیقت صلاۃ کے اوپر معبودیت صرفہ کا مرتبہ ہے جو کہ
سب کی اصل اور سب کی جائے پناہ ہے اس مرتبہ میں
وسعت اور اس کے ساتھ کوتاہی ظاہر ہوتی ہے۔
امتیاز راہ میں رہ جانا ہے سیر قدمی تمام ہو جاتی ہے۔

لیکن اللہ نظر کو منع نہیں فرمایا گیا (سیر قدمی کی کوئی گنجائش نہیں ہے یعنی پرواز سے اس میں نہیں پہنچ سکتا بلکہ سیر نظری ہے نظر یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے ع

بلا بودی اگر ایں ہم بنودی

یعنی اگر یہ بھی نہیں ہوتا تو مصیبت ہوتی۔

اس مرتبہ میں مراقبہ۔ ذات محض جو معبودیت صفت کا منشا رہے کرتے ہیں، قف یا مہر راے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توقف فرمائے، میں ممکن ہے اشارہ اسی کوتاہی قدم کی طرف ہو یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹہر جائے اور قدم آگے نہ بڑھائے کیونکہ مرتبہ حقیقت کے اوپر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کے تجرد و تنزہ کا مرتبہ ہے کہ وہاں قدم کو جولانی کی اجازت نہیں ہے اور نہ گنجائش۔

کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت اس مقام پر منکشف ہوتی ہے اور ما سوا اللہ سے عبادت کی نفی مشکل ہو جاتی ہے۔ اور اس بات کا یقین کامل کہ معبود حقیقی کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ اس مقام میں حاصل ہوتا ہے

اور عابد معبود سے کما ینبغی جدا ہو جاتا ہے لا الہ الا اللہ کے معنی
منتہیوں کے نسبت لا معبود الا اللہ ہیں وہ اس جگہ معلوم
ہو جاتے ہیں جیسے کہ مبتدیوں کے نسبت لا موجود الا اللہ
اور متوسطین کی نسبت لا مقصود الا اللہ ہیں۔ اس
مقام مقدس میں نظر اور تیز بصری میں ترقی نماز کی عبادت
پر منحصر ہے۔

جاننا چاہیے کہ حقائق الہیہ کی سیر یہاں تک ختم
ہو جاتی ہے اب ان حقائق میں ترقی صرف اللہ تعالیٰ
کے فضل پر موقوف ہے اب حقائق ایثار کا بیان ہوتا
ہے ان حقائق میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم
کی محبت پر موقوف ہے جیسا کہ حق سبحانہ اپنی ذات کو
دوست رکھتا ہے۔ اسی طرح اپنی صفات اور افعال کو
بھی دوست رکھتا ہے پس محبت کی دو قسمیں
ہوئیں (۱) محبتیت (۲) محبوبیت، محبت ذاتیہ کے
کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ السلام
میں اور کمالات صفاتی و محبوبیت اسمائی کا ظہور حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر

انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہے۔ لہذا سالک کی سیر سب سے پہلے کمالاتِ صفاقی اور حقیقتِ ابراہیمی میں کہ مقامِ خلت اسی سے کنایہ ہے شروع ہوتی ہے۔

اس جگہ مراقبہ اس طرح کرے کہ اُس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشاء ہے میری ہمت و حدانی پر فیض آتا ہے۔ یہ مقام بہت ہی عجیب اور بہت برکتوں والا ہے۔ انبیاء کرام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور حبیبِ خدا سیدالابرار صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بموجبِ آیت کریمہ اتباع ملتِ ابراہیم حنیفہ آپ ملتِ ابراہیم کی اتباع کریں جو سب سے ہٹ کر صرف اللہ کے ہونے والے ہیں، اتباعِ ملتِ ابراہیمی کا حکم فرمایا۔ اسی لئے حضور نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم کے درود سے تشبیہ فرمائی۔ چنانچہ آپ نے اُمت کو درودِ ابراہیمی کی تعلیم فرمائی۔ اللہم صلی اللہ علی محمدؐ کا صلیت علی ابراہیم و علی آلِ ابراہیم انک حمید مجید۔ اللہم بارک علی محمدؐ کا بارکت علی ابراہیم و علی آلِ ابراہیم انک حمید مجید بس اس مقام میں درودِ ابراہیمی پڑھنا ترقی بخشتا ہے اور سالک کو

ذات حق سبحانہ کے ساتھ خاص اُنس و خلوت پیدا ہو جاتی ہے اور محبوبیت صفاتی جو کہ عالم مجاز میں خط و خال اور قد و عارض و غیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطور عکس جلوہ گر ہوتی ہے اس مقام کو طے کرنے کے بعد سالک کی سیر حقیقت موسوی جو کہ محبت صرفہ سے کنایہ ہے میں ہوتی ہے، مراقبہ اس طرح کرے کہ وہ ذات جو حقیقت موسوی کا منشاء ہے میری ہمت و حرانی پر فیض پہنچاتی ہے۔ اس مقام میں ایک عجیب کیفیت پوری قوت سے ظاہر ہوتی ہے کمالاتِ مجتبیٰ یعنی محبت ذاتی کا ظہور استغنا اور بے نیازی کے ساتھ ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض موقعوں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بے تکلفی کے کلمات نکلے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے کلام کو نقل کرتے ہوئے فرمایا۔
 اِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ۔

اس مقام میں درود شریف اللہم صل علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ و علی جمیع الانبیاء و المرسلین خصوصاً علی کلیم موسیٰ علیہ السلام ترقی بخشتا ہے۔
 اس مقام سے اوپر مرتبہ حقیقتہ الحقائق ہے

جس کو حقیقت محمدیہ علی صا جہا الف الف تخبیہ کہا جاتا ہے
 اس جگہ مراقبہ اس طرح کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جو محبوب
 بھی ہے اور محبوب بھی اور حقیقت محمدی کا منشا رہے میری
 ہئیت وحدانی پر فیض رساں ہے گویا نام نامی محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کے دویم محبوبیت و محبوبیت کی طرف اشارہ ہیں۔
 اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا و بقا حاصل ہوتی ہے
 اور سرور دین و دنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک
 خاص قسم کا اتحاد میسر ہو جاتا ہے اور رفع و وسط کے معنی کہ
 اکابر اولیاء اس کے قائل ہوتے ہیں یہاں ظاہر ہوتے ہیں
 اور تابع متبوع کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کر لیتا
 ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں
 ہم آغوش و ہمکنار ہیں اور دونوں ایک ہی بستر سے ہیں
 اور شیر و شکر ہیں۔ اور اس درجہ محبت آن سرور صلی اللہ
 علیہ وسلم سے پیدا ہو جاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت
 مجدد الف ثانیؒ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ
 میں خدائے عز و جل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے۔ اس مقام میں سالک کو

اپنے تمام دینی و دنیوی امور اور ہر حرکت و سکون میں
محبوب رب العالمین سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے
ابتناع سے کامل رغبت ہو جاتی ہے۔ کثرت درود ترقی
بخشتا ہے۔

مرتبہ حقیقت محمدی علی صاحبہا الف الف تجنیہ ظہور
اول ہے اور اس کو حقیقت الحقائق بھی کہتے ہیں اس لئے کہ
یہ تمام حقائق خواہ وہ حقائق انبیاء ہوں یا حقائق ملائکہ
علیہم الصلوٰۃ والسلام اس کے لئے ظل کی مانند ہیں۔

حقیقت محمدی کے بعد سالک کی ترقی دائرہ حقیقت
احمدی میں ہوتی ہے۔ اس مرتبہ میں مراقبہ اس طرح کرے کہ
وہ ذات جو حقیقت احمدی کا منشاء ہے۔ میری ہیئتِ خدائی
پر فیض رساں ہے۔ اس مقام بلند میں نسبت سابقہ غلبہ
انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب و غریب کیفیت
پیدا ہوتی ہے۔ جو بیان کرنے اور لکھنے سے باہر ہے محبوبیت
ذاتی اس مقام پر منکشف ہوتی ہے۔ محبوبیت ذاتی کا مطلب
یہ ہے کہ صرف ذات سے قطع نظر صفات سے محبت کی جائے
محبوبیت صفاتی کے سلسلہ میں پہلے گزر چکا ہے کہ محبوب

کے چند صفات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے۔
البتہ یہ امر ذوقی ہے جب تک ذوق نہ ہو یہ امر حاصل
نہیں ہوتا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

آمدار و آن نگار کہ آنست ہر چہ بہت
آنرا طلب کنند حریفان کہ آن کجا است
ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

شاید آن نیست کہ موے و میاں نے دارد
بندہ طلعت آن باش کہ آن نے دارد
یعنی معشوق وہ نہیں ہے کہ جس کے بال و لہریاں اور جس
کی کمر پٹیلی ہو ہم تو اس کی خوبصورتی کے قائل ہیں جو کوئی
ادار کہتا ہو۔

اس مرتبہ میں درود شریف اللہم صلی علی سیدنا محمد
وعلی آل سیدنا محمد و اصحاب سیدنا محمد افضل صلواتک
عد و معلوماتک و بارک و سلم کذلک ترقی بخشنا ہے۔

اب بطور وضاحت مقام حضرت قیوم ربانی مجرّد
الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات سے چند سطور تحریر کرتا
ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم دو

ناموں کے ساتھ موسوم ہیں اور آپ کے دونوں اسمائے مبارکہ قرآن مجید میں ذکر کئے گئے ہیں، محمد رسول اللہ اور اسمہ احمد اور ان دونوں مبارک ناموں کی ولایت علیحدہ علیحدہ ہے۔ ولایت محمدی اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام محبوبیت ہی سے پیدا ہوئی ہے مگر اس جگہ آپ کی محبوبیت، محض محبوبیت نہیں ہے، محبت سے بھی میل رکھتی ہے، اگرچہ یہ میل اصالتاً ثابت نہ ہو، لیکن مقام محبوبیت محضہ کو مانع نہیں!

اور ولایت احمد نوری محبوبیت ہے کہ اس میں محبت کا نشانہ بھی نہیں اور یہ ولایت پہلی ولایت سے مطلوب سے نزدیکی کے اعتبار سے ایک مرحلہ آگے ہے اور محب کے لئے مرغوب تر ہے، کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت نام رکھتا ہے اور استغنا و بے نیازی اس کی کامل تر ہوتی ہے، محب کی نظر میں زیادہ زیبا اور زیادہ رعنا ہوتا ہے اور اکثر محب کو اپنی طرف کھینچتا اور اسے والد و فریقہ بناتا ہے مگر بے نیازی اس کی زیبائی ہی آفت نہیں ہے بلکہ اس کی بے نیازی میرے لئے زیادہ مصیبت ہے

اور اس مصیبت و بلا سے مراد عشق کا افراط ہے کہ
محبوب خود عاشق ہے، سبحان اللہ اسم احمد کی کیا شان ہے
کہ کلمہ مقدسہ احد سے اور حرف میم کے حلقہ سے جو اسرار
الہی کے غوامض سے ہے مرکب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عالم بے چوں میں، گنجائش نہیں رکھی
کہ عالم چوں میں اس سرکنتوں کی تعبیر بغیر حلقہ میم کے
سما سکے، اگر گنجائش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تعبیر
فرماتے۔

وہ احد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حلقہ میم
طوق عبودیت ہے کہ بندہ کو مولا سے متمیز کرتا ہے، پس
بندہ وہی حلقہ میم ہے اور لفظ احد اس کی تعظیم کے لئے
اور اظہار خصوصیت کے لئے لایا گیا، فضلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سوال :- مشائخ نے فنا و بقا کا جو ذکر فرمایا اور
ولایت کو اس کے ساتھ مربوط فرمایا تو اس کا کیا مطلب
ہے اور جو فنا و بقا تعین محمدی کے سلسلہ میں ذکر کی گئی۔
اس کے کیا معنی ہیں۔

جواب :- وہ فنا و بقا جس کے ساتھ ولایت مربوط

ہے شہود کی فنا و بقاء ہے۔ اگر فنا زوال ہے تو باعتبار نظر ہے اور اگر بقاء اثبات ہے تو وہ بھی باعتبار نظر ہے وہاں صفات بشری کا پوشیدہ ہو جانا مراد ہے۔ نہ کہ زوال۔ اور تعین کا فنا ایسا نہیں بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال وجودی محقق ہوتا ہے۔ اور حبد سے تکوینی روح کا انخلا ہے۔

اور تعین کے بقا میں بھی بندہ اگر چہ حق نہیں ہو جاتا اور نہ بندگی کے دائرہ سے نکل جاتا ہے بلکہ حق سے بہت زیادہ نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت زیادہ معیت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے آپ سے اتنا دور ہو جاتا ہے کہ اس سے احکام بشری مسلوب ہو جاتے ہیں۔

مرتبہ حقیقت احدی طے کرنے کے بعد ”حُب صرف“ کا مقام آتا ہے اس جگہ مراقبہ ذات جو حُب صرف کا منشا ہے کرتے ہیں۔ اس مقام میں کمال بلندی اور بے رنگی لازمی امر ہے، ذات مطلق اور لائقین کے بہت قریب ہونے کی وجہ سے کیونکہ سب سے پہلی چیز محبت ہے جو کہ ذات مطلق سے ظہور پذیر ہوتی یہی محبت منشا ظہور و مبداء تخلیق مخلوقات ہے۔ حدیث شریف۔

كنت كنزاً مخفياً میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا
 فاحسبت ان اعراف میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں
 فخلقت الخلق لان تو میں نے مخلوق کو پیدا کیا
 اعراف تاکہ میں پہچانا جاؤں۔

ہمارے اس مدعا پر نص قطعی ہے اور اصل میں حقیقت
 محمدی یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا نطل ہے
 حدیث قدسی۔

لولاك لما خلقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ
 الاقلاک ولولاک نہیں ہوتے تو میں آسمانوں
 لما اظہرت الربوبیۃ کو پیدا نہیں کرتا اور اگر آپ
 نہیں ہوتے تو میں اپنی ربوبیت
 کو ظاہر نہیں کرتا۔

میں بھی اس امر کی طرف اشارہ ہے خوب سمجھ لو اور کوتاہی
 کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ یہ مقام حضرت سید الاولین
 والاخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے دوسرے
 انبیاء علیہ السلام کے حقائق اس جگہ پائے نہیں جاتے اس
 کے بعد مقام ”الاعین“ اور حضرت ذات کے اطلاق کا اثر

ہے کہ قدم کے لئے وہاں جولانی کی گنجائش نہیں، یعنی سیر قدمی نہیں ہے۔ سیر نظری البتہ موجود ہے اور چونکہ حضرت ذات کی کوئی انتہا نہیں نظر عاجز حیران اور سرگردان ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

دامان ننگہ ننگ و گل حسن تو بیار

گلچین بہار تو ز دامن گلہ دار و

یہ مقام بھی حضورؐ کی کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے ساتھ خاص ہے اس جگہ مراقبہ اس ذات کا جو تعینات سے برمی ہے کرتے ہیں۔

یہ ہے مختصر طور پر مقامات کا بیان جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حضرت مجدد الف ثانیؑ کو سرفراز اور ممتاز فرمایا اور ایک نیا طریقہ عنایت فرمایا۔

ذلک فضل اللہ یوقیہ من یثاء واللہ
ذوالفضل العظیم۔

حضرت محمدؐ و الف ثانیؑ اور آپ کے عظیم فرزندوں اور آپ کے بلند مرتبہ خلفاء۔ پھر سے پھر سے علماء اور عقلا را و

ارباب دانش و بنیاد کے ایک جہان کو ان مقامات قرب سے
بہرہ ور اور کامیاب بنایا ہے۔

چنانچہ اس ذرہ بے مقدار اور لاشی بے اعتبار کو ان
دو بزرگ شیوخ اور کامل قطبیوں نے جن میں ایک تو میرے
والد ماجد، سنت کے زندہ کرنے والے، بدعات کو قطع کرنے
والے حلم و حیا کے مصوّر، جو دو سخا کے منبع، یحییٰ و استقامت
کے پہاڑ، طریقت و حقیقت کے رازوں کے واقف، یگانہ
روزگار ہمارے آقا، ہمارے ہادی حضرت، شاہ ابوسعید
صاحب اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کو طالبوں کے سروں پر
تادیر دائم و برقرار رکھے آپ کی تاریخ ولادت اس مصرعہ
سے ظاہر ہے "عالم و حافظ ولی بادا اور آپ کا اسم مبارک
بطور تعمیہ اس بیت سے ظاہر ہوتا ہے :-

قدت را بھوی معطر جو وید
کلاہ سعادت بیوشید عید

آپ کے قد کو خوشبو کے ساتھ معطر جب دیکھا تو عید نے
کلاہ سعادت پہن لی،

فی المہد ینطق عن سعادة جد اثر النجاة ساطع البرهان
رجھولے میں اپنے دادا کی سعادت

کے متعلق گویا ہے، شرافت نسبتی کے اثرات بالکل طاہر ہیں
 ”فرد“ سعید از ازل آمد نام او۔ سعادت بود اولین گام او
 دازل سے ان کا نام سعید ہے، سعادت اُن کا پہلا قدم ہے
 آج کل آپ اپنے پیرومرشد کی مستند ہدایت و ارشاد پر فائز
 ہو کر ہزاروں طالبانِ حق کو جو دنیا کے حصّوں سے چوٹیوں
 اور ٹڈیوں کی طرح آپ کے آستانہ پر حاضر ہوئے فیضِ رساں
 ہیں اور شریعتِ محمدی اور طریقہ احمدی کی ترویج و اشاعت
 میں اپنے آبا و اجد کی طرح سرگرمِ عمل ہیں اللہم زد فرد
 و کثر اخواننا فی الدین۔

دوسرے قطبوں کے قطب بوڑھوں اور جوانوں
 کے شیخ تیرھویں صدی کے مجدد و نائب رسولِ خلیفہ خدا،
 شریعتِ محمدی کی ترویج کرنے والے عالم ربانی، محبوبِ انبی،
 ہمارے امام ہمارے قبلہ ہمارے مرشد ہمارے ہادی حضرت
 شاہ عبد اللہ المعروف شاہ غلام علی النقشبندی احمدی
 اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کی برکات کا
 فیضان ہم پر جاری رکھے۔ آپ کا پہلا اسم مبارک اس بیت
 سے بطور تعظیم نکلتا ہے

ترکش تو بدست جائے عصا قیامت
 زمین دو بلا گریز نیست کاش بجاہ او فتم
 اور آپ کا دوسرا نام اس شعر سے ظاہر ہے
 منع نظارہ را مکن لطف تو این قدریں است
 بندہ چشم خویش دان بہرین این نظریں است
 (اپنی طرف دیکھنے کو منع نہ کرتیری مہربانی بس یہی کافی ہے اپنی
 آنکھوں کا غلام سمجھ میرے لئے یہ نظر کافی ہے) اور آپ کی ولادت
 باسعادت و عمر مبارک اور سال وفات اس سے نکلتا ہے۔
 سال تولد و حیات و فوت آن سلطان پاک
 مظہر جود و امام و مظہر نیر داں پاک
 نیز تاریخ وفات اس مصرعہ سے ظاہر ہوتی ہے
 جان بحق نقش بند ثانی داد
 نور اللہ مضجیہ (اللہ تعالیٰ آپ کی آرام گاہ کو انوار
 سے بھر دے) یہی آپ کی تاریخ وفات ہے۔ حضرت ولانا
 خالد رومی کہ جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے کامل ترین اور
 بزرگ ترین خلیفہ ہیں، بلا و غروب۔ روم۔ شام میں قبولیت
 اور شہرت رکھتے ہیں، خوارق و کرامات آپ سے ظہور پذیر

ہوتے ہیں خواص و عوام متلاشیان حق کے آپ پناہ گاہ
 ہیں، موصوف نے ایک قصیدہ حضرت پیر و مرشد کی تعریف
 میں نظم کیا ہے۔ اس کے چند اشعار آپ کی یاد تازہ کرنے کے
 سلسلہ میں درج ہیں۔

ولیوں کے پیشوا و شت خدا پنی کی سیاحت کرنے والے
 اللہ تعالیٰ کے دوست و ریلے معرفت الہی کے ستیا رح تمام اولیاء دین
 کے چراغ، پیشواؤں کے رہنما، روحانی بزرگوں کے قبلہ و کعبہ، دنیا
 کے چراغ، علم و نظر کے سورج، خزانہ معرفت کی کنجی اسرار الہی کے خزانہ
 قدس کے امین، عید اللہ و راہیے بادشاہ کہ آپ کی توجہ
 سے سیاہ پتھر بھی محل بدخشاں کی خاصیت دیتا ہے ہندوستان
 آپ کی انفاس کی برکت سے یمن ہو گیا۔ انفاس رحمانی کی مہک
 برابر جاری ہے۔ اگرچہ آپ کے مشعل کی جگہ دہلی ہو لیکن آپ
 کی مشعل سے دنیا ایک کونے سے لے کر دوسرے کونے تک
 نورانی ہے۔

نوع انسانی میں آپ کی کوئی مثل نہیں ہے
 آپ کے فیض کی موجودگی میں سورج کو دنیا کی حکمرانی
 کا دعویٰ زیب نہیں دیتا۔ آسمان کے لئے آپ کی عظمت و

رفعت کے مقابلہ میں برابری کا امکان نہیں ہے۔ ہو کو آپ
کی بارگاہ میں آہستہ روی کی تاب نہیں ہے۔ اور آپ کی ہمت
کے سامنے پہاڑ کو گران جانی کی۔

اگر پہلے زمانے کے استا و اس زمانہ میں ہوتے تو آپ
کی محفل میں زانوئے تلمذ تکررتے بزرگوں نے معارف کے جو
سینکڑوں دفتر بیان کئے وہ سب آپ کو ازبر ہیں اور وہ تمام
بزرگ آپ کے نزدیک طفل مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

بہت سے بسطامی اور منصور جیسے بزرگ آپ کے کوچہ
میں پڑے ہوئے ہیں لیکن آپ نے اس بلند مرتبہ کے باوجود
منہ سے انا الحق نہیں نکالا۔ زمانہ بھر کے اقطاب کا آپ
کے معاملہ میں دعویٰ رہنمائی ایسا ہی زیب دیتا۔ جیسا کہ
اندھیرا روشن چاند کے مقابلہ میں ٹہ ہانکے آپ کی
روحانیت کے مقابلہ میں دیگر ارواح اتنی پست ہیں کہ
آپ کے قلعہ فکر تک ان کی پہنچ ہی نہیں ہو سکتی۔

آپ نے اپنی توجہات سے تمام مقاماتِ مجددی میں
سرفرازا و ممتاز فرمایا اور اپنی ناقص استعداد کے موافق ہر
مقام کی کیفیت و برکت اور نور جدا جدا دریافت کی ان

میں سے بعض باز چھپانے کے لائق ہیں کہ ان کے بیان کرنے کا مجھے حکم نہیں دیا گیا ہے۔

بحان اللہ اپنے پیر و شگیر جن پر میری دل و جان قربان ہو کی قوت توجہ کو کس طرح بیان کروں کہ آپ جب ایک مقام کی توجہ دلاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس مقام کو اپنی جگہ سے اٹھا کر مجھ کے مترین پر ڈال دیا ہے یا اس حقیر کو امکان کی پستی سے اٹھا کر مقام بلند پر پہنچا دیا ہے حضرت والا کی غنایت و شفقت اس نااہل پر اس قدر تھی کہ اگر ساری عمر اپنی پکیوں سے آپ کے آستانہ کی جا رو بکشی کروں تب بھی معمولی سا حق تربیت والا کا ادا نہ ہو۔

(ختم)

اگر میرے روئیں روئیں کو زبان دے دی جائے تو آپ کے ہزار احسانات کا ایک شکر بھی ادا نہ کر سکوں چنانچہ ایک روز بندہ نوازی کرتے ہوئے اپنے غلام کو آپ نے طلب فرمایا اور اپنے نزدیک بٹھلایا اور پیران کبار کی فاتحہ پڑھ کر میری طرف توجہ فرمائی میں نے دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مجدد الف ثانی خازن الرحمۃ شیخ محمد سعید

حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم تشریف لائے ہیں اور
 حضرت پیر دستگیر کی جگہ پر حضرت مجدد الف ثانی تشریف
 فرما ہوئے، اور حضرت مجدد کے سر مبارک کی طرف تھوڑے
 فاصلہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوا میں معلق تشریف
 فرما ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس حقیر پر توجہ
 مبذول فرما رہے ہیں اس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 کا فیض حضرت مجدد سے ہوتا ہوا اس خاکسار تک پہنچ
 رہا ہے اور اس ناچیز ذرہ کو روشن و منور بنا رہا ہے، اس
 وقت جو عجیب و غریب کیفیت حاصل ہوئی وہ نہ بیان
 کی جاسکتی ہے نہ تحریر میں سما سکتی ہے، بہت دیر تک بیہوش
 رہا، اور نسبت خاص کے دریا میں مستغرق رہا۔

اس حلقہ میں والد محترم مدظلہ اور عم مکرم شاہ
 رؤف احمد صاحب جو والد محترم کے اجل خلفا میں ہیں اور
 جنہوں نے آپ کے ملفوظات و مکتوبات جمع فرمائے ہیں
 نیز سید اسماعیل مدنی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ
 غیبی کے سبب نسبت باطنی کے حصول کے لئے پیر و مرشد
 کی خدمت میں حاضر ہوئے بحالت مراقبہ موجود تھے۔ وقت

صبح جب پیرو مرشد مدظلہ سے اپنا یہ مشاہدہ عرض کیا تو آپ نے اس کی تصویب و تصدیق فرمائی، مگر اخفا کا حکم فرمایا۔

اس واقعہ کے بیان کرنے کا مقصد پیرو مرشد کی قوت و تصرف کا اظہار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنے بلند مرتبہ اور عالی مقام پر فائز فرمایا تھا۔ آپ کا وجود مبارک منجملہ آیات الہی کے ایک آیت اور خدا تعالیٰ کی بے پایاں رحمتوں میں ایک رحمت تھا عالم میں آپ کی مثال اسی طرح معدوم ہے جیسے عتقار مغربی کا وجود۔

میں نے دنیا چھان ماری، بہت سے حسینوں کے لطف و کرم آزمائے، بہت سے حسین دیکھے مگر تم چیز ہی کچھ اور ہو۔

نیز اسی دوران عید قربان کے موقع پر مجمع عام کیلئے اپنے در کے اس حقیر خادم کو اپنے دست مبارک سے ملبوس خاص کلاہ، عمامہ اور پیراہن پہنانے کے شرف سے مشرف فرمایا، اور اجازت سے سرفراز فرما کر تاوید و عاؤں سے مفتخر فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ حضرت پیر و مرشد
کی عنایت اور توجہ کی برکت سے اس خاندان شریف کی
نسبت سے گونہ مناسبت پیدا ہوئی اور اللہ تعالیٰ اس بات پر
بھی قادر ہے کہ وہ اس مرتبہ پر فائز فرما دے جس کا دل
متمنی ہے۔

کنّٰی ربّی کما کنّت بحمد و اجعلنی لک کما
جعلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے ور و زبان
ہے، اور بار بار یہ رباعی پڑھنے کو دل چاہتا ہے۔
میں چاہتا ہوں کہ ہمیشہ تری تمنائیں جنوں
خاک ہو جاؤں اور تیرے قدموں میں پڑا رہوں
مجھ خستہ و خراب کا پوری کائنات میں ہی مقصود ہے
میرا مرنا بھی تیرے لئے ہے اور جینا بھی،

اے میرے معبود اے میرے مولا، تیری درگاہ میں
قبولیت کے لائق میرے پاس کوئی عمل نہیں میرے دائیں
طرف کا فرشتہ بریکار و معطل ہے کہ اس کے لکھنے کے لائق کوئی
عمل نہیں، اور بائیں طرف کا کاتب خوب چوکس کہ سر سے
پائے تک بحر عصیاں میں غرق ہوں، اور گناہوں میں جکڑا ہوا نظم

گناہوں کے بوجھ سے دبا اور جھکا ہوا حاضر ہوا ہوں
اگر آپ دستگیری نہ فرمائیں گے تو لڑکھڑا کر گر پڑوں گا۔ آپ
کے لطف و کرم سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں، کیونکہ اپنی
رحمت سے مایوس ہونے کو آپ نے منع فرما دیا ہے۔

قطعہ ۱۔ روز ازل میں تو نے میری کیفیت ملاحظہ
فرمائی تھی اور باوجود عیب دار ہونے کے مجھے اپنا بندہ بنالیا
تھا۔

آپ کا علم بھی وہی میرا عیب بھی وہی، اب جس کو تو
نے پسند کر لیا تھا اس کو رو نہ کر۔

اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے وسیع تر
ہے، اور تیری رحمت ہی اپنے اعمال کے مقابل میں سہارا
ہے۔ میرے ساتھ وہ سلوک فرما جو تیری رحمت کا مقتضی اور
ترے شایان شان ہے، وہ برتاؤ نہ کر جس کا میں مستحق ہوں،
رباعی: میں تو غلیں و مجبور دل رکھتا ہوں، اس کی پرشس
نہ فرماتے بس بخشد کیجئے، سو طرح کے واقعات درپردہ ہیں پرشس
نہ کر معاف فرما دے۔ اگر اعمال کی پوچھ گچھ کی تو مجھے شرم
آئے گی اے اکرم الاکرمین پوچھ تا چھ نہ کر بس بخشش فرما۔

پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد بھی
آپ کی عنایت کو اسی طرح اپنے شامل حال دیکھتا ہوں،
جب بھی کوئی دشواری پیش آتی ہے آپ کے مزار پر حاضر
ہو کر عرض کرتا ہوں اور وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔

ایک بار خواب میں دیکھا کہ حضرت کے قریب بیٹھا
ہوں اور حضرت مجھ پر توجہ فرما رہے ہیں، آپ کی توجہ شریف
کا اثر اپنے اندر بے تابی و بے قراری کی صورت میں محسوس
کمرہا ہوں کبھی اس طرف لڑھک جاتا ہوں کبھی دوسری
طرف اس وقت آفتاب کی طرح منور ایک نحیف جسم
ظاہر ہوا اس کی شاعروں نے پوری مجلس کو احاطہ کر لیا
اور منور بنا دیا۔ توجہ سے فارغ ہو کر اس ناچیز سے آپ نے
دریافت فرمایا کہ معلوم ہے میں نے کونسی نسبت کی توجہ تم پر
ڈالی ہے، عرض کیا کسی نئی نسبت سے سرفراز فرمایا
گیا ہوں جس کے نام سے ناواقف ہوں، آپ نے ارشاد
فرمایا کہ تجھے نسبت عشقی سے بلند می اور اعزاز بخشتا گیا ہے
نیز ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک مسجد میں بہت بڑا اجتماع
ہے جس میں پیر و مرشد رحمۃ اللہ علیہ میر مجلس ہیں والد محترم

بھی تشریف رکھتے ہیں، اور آپ سے عرض کر رہے ہیں کہ جناب میرے پاس کچھ گندم تھی میں نے ایک شخص سے کہا کہ ان کو بھنوا کر فقرا میں تقسیم کر دو، اس کے علاوہ میرے پاس کچھ نہ رہا۔

اسی دوران حضرت مکرکس کر اور عصا اٹھا کر کھڑے ہو گئے، میں بھی اپنے ایک مخلص کے ساتھ حضرت کے ہمراہ روانہ ہوا، حضرت باوجود ضعف پیرانہ سالی کے اتنی تیز رفتار سے چل رہے تھے گویا ہوا پر اڑ رہے ہیں۔ فدوی بھی کوشش کر کے قدم بقدام چلا جا رہا ہے، حضرت کے دست مبارک میں ایک برتن ہے جس میں کھانے کے قسم کی کوئی چیز ہے اور میرے ہاتھ میں بھی دیسا ہی ایک برتن ہے جو کھانے سے پُر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ حضرت کا بوجھ اٹھا لوں چنانچہ اپنا بوجھ اپنے ساتھی کو تھما کر حضرت سے وہ بوجھ طلب کیا آپ نے بخوشی فدوی کو دے دیا۔ اس وقت آپ کی زبان پر لفظ مبارک اللہ جاری تھا۔

بندہ نے آداب سرفرازی بجا لا کر وہ بوجھ اٹھالیا اور آپ کی ہمراہی میں لپکا۔ اسی دوران ایک آبادی ظاہر ہوئی اور ہم اس میں داخل ہوئے اور ایک مسجد کے قریب پہنچے جس کے

دور راستے تھے، ایک راستہ تو آمد و رفت کا معلوم ہوتا تھا کہ اس کے درمیان بہت بٹرا زینہ تھا، دوسرا راستہ بند معلوم ہوتا تھا جو مسجد کے قرب و جوار میں رہنے والوں میں سے ایک کے گھر میں سے جاتا تھا، جو بہت ہی نزدیک پڑتا تھا لیکن اس راہ میں گندگی حامل تھی۔ فقیر نے حضرت کے ضعف و ناتوانی کا خیال کر کے عرض کیا کہ حضرت یہ آمد و رفت کا عام راستہ ذرا دشوار ہے یہ دوسرا راستہ زیادہ آسان اور زیادہ قریب ہے اگر اس سے تشریف لے چلیں تو بہتر ہے البتہ اس راہ میں کچھ گندگی ہے آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں، ہاتھ ناک پر رکھ کر گزر جاؤں گا تم بھی ایسا کر لو۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کرتے ہوئے وہاں سے گزر کر پاک و صاف مسجد میں بیٹھ گیا اور اس مقام کی حقیقت کے انوار و برکات سے جن کی تعبیر حقیقت صلوٰۃ بیان کی جاتی ہے اور جو سالکوں کا منتہا ہے قدم شمار ہوتا ہے بہرہ ور ہوا۔

اس خواب کی تعبیر میں چند بشارات مستفاد ہوتی ہیں۔ بشارت اول :- خلافت خاصہ کی طرف اشارہ

بشارت دوم۔ راہ سلوک کی، سیرِ مرادی کی
جانب اشارہ ہے اور

بشارت سوم:- دنیا و اسبابِ دنیا کے مضرت ہونے
کی طرف اشارہ ہے۔ جو بھی اس واقعہ مذکورہ پر غور کرے گا
یہی سمجھے گا۔

ایک مرتبہ فقیر کے ایک ساتھی نے درخواست کی کہ
نسبتِ قادری کی طرف توجہ دوں! چنانچہ حضرت
غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی روح مبارک پر ایصال
ثواب کر کے متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ حضرت مدوح رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لائے، اور میری گردن پر رونق افروز ہوئے۔ اور
اپنے سر مبارک سے تاجِ مزین اتار کر حقیر کے سر پر
پہنایا۔ اور اپنی خاص نسبت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ کچھ دنوں
تک حضرت کی نسبت غالب رہی، اور اس کی لذت تو
اب تک یاد ہے۔ حضرت موصوف کی نسبت مخصوصہ کی
کیفیت بیان میں نہیں آسکتی ہے۔ بخدا جب تک چکھ نہ لو
اس کا مزہ جان ہی نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان حضرات کو بہترین جزا عطا فرمائے

اور ان کے کمالات اور برکات سے ہم کو کبھی بھر پورا درک کامل
 حصہ مرحمت فرمائے جیسی کہ ہماری تمنا اور خواہش ہے (آمین)
 اس قسم کے واقعات و مقامات بہت ہیں کہ سب کا
 احاطہ باعث طوالت و منافی اختصار ہوگا جو اس رسالہ کا
 مقصود ہے حضرت پیر و ستگیر رحمۃ اللہ علیہ کے احوال
 کشف و کرامات، دن رات کے عبادات و معمولات پر
 انشاء اللہ مستقل کتاب لکھوں گا۔

اب قادریہ و چشتیہ کے اشغال کا بیان مناسب
 معلوم ہوتا ہے تاکہ یہ مختصر رسالہ جامع سلاسل ہو اور اس
 کا نفع عام و تمام ہو۔

نہر دوم

اشغال مشائخ جیلانیہ کے بیان میں ہے۔

مشائخ جیلانیہ امام طریقت محبوب سبحانی قطب پانی
 غوث صہبانی سید ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی
 رضی اللہ عنہ کی نسبت کے حامل ہیں۔ آپ کی ولادت
 باسعادت ۳۷۱ھ میں ہوئی اور وفات شریف ۵۶۲ھ

میں۔ آپ کی عمر مبارک اکانوے سال کو پہنچی، آپ کی ولادت وفات اور عمر کے سنین کے لئے فارسی کا یہ شعر بہت ہی مشہور و معروف ہے۔

سنینش کامل و عاشق تولد

وصالش داں ز معشوق اہلنی

واضح رہے کہ ابتدا میں اس خاندان کے ہاں طالب کو ذکر چہر متوسط کی تعلیم دی جاتی ہے جس کی دو قسمیں ہیں ۱۔ اسم ذات ۲۔ نفی و اثبات۔ پھر اسم ذات چار قسم کا ہے۔ قسم اول۔ یک ضربی ہے۔ جس کی صورت یہ ہے کہ شد و مدا اور چہر کے ساتھ قلب و حلق کی قوت سے اللہ کہے۔ پھر تھوڑا توقف کرتے کہ سانس قرار پائے۔ پھر اسی طرح ضرب لگائے اور اسی کو معمول بنا کر اس کو ورد بنالے۔

قسم دوم۔ دو ضربی ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

ناز کی ہیئت پر دو زانو بیٹھے اور لفظ اللہ کی پہلی ضرب دائیں زانو پر لگا کر فوراً دوسری ضرب دل پر لگائے۔ اس میں فصل نہ کرے، اور یہ بھی ضروری ہے کہ دونوں ضربیں

پوری شدت و قوت سے لگائے، خاص کر دل پر ضرب
شدت سے پڑے تاکہ دل متاثر ہوا اور جمعیت خاطر حاصل
ہو۔

قسم سوم سہ ضربی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ
چار زانو بیٹھے اور ضرب لگائے پہلی ضرب دائیں زانو پر۔
دوسری بائیں زانو پر اور تیسری دل پر، شدت و جہر کے
ساتھ۔

قسم چہارم۔ چار ضربی ہے۔ اس میں بھی نشست
چار زانو ہی ہوتی ہے پہلی ضرب دائیں زانو پر اور دوسری
بائیں پر تیسری دل پر اور چوتھی اپنے سامنے، یہ چوتھی ضرب
سب سے زیادہ شدید اور آواز کی بلندی کے ساتھ لگائے۔
دوسری قسم نفی و اثبات میں لا الہ الا اللہ کی
ضرب لگائی جاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ دو زانو رو
بقبیلہ بیٹھے دونوں آنکھوں کو بند کر کے لفظ لا کہے۔ لا
کہتے وقت سانس ناف سے کھینچے اور دائیں کندھے تک
لے جائے، پھر الہ کہے اور اس کو اصل دماغ سے نکالے
اس کے بعد لا الہ کی ضرب شدت و قوت کے ساتھ

دل پر لگائے۔ نفی کے وقت، مجبوریّت و مقصودیت غیر خدا کی نفی کا دھیان رکھے، اور اثبات کے کلمہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے اثبات کا تصور کرے۔

ضربات کی شرط، شدّت و جہر اور مقام و مکان کی رعایت میں حکمت یہ ہے کہ آدمی ہر طرف دیکھنے اچھی آواز سننے، دل میں خطرات و وساوس آنے، اور تصورات کے معاملہ میں چونکہ مجبور ہے اس لئے مشائخ طریقہ رحمہم اللہ نے غیر کی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے بی طریقے اور یہ شرائط مقرر فرمائی ہیں تاکہ خارجی خطرات سے خالی ہو کر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف توجہ ہو جائے۔

اہل سلوک کے لئے ضروری ہے کہ فجر و عصر کی نماز کے بعد باہم کیجا ہو کر حلقہ بنائیں اور اجتماعی طور پر ذکر اللہ اپنا معمول بنالیں۔ اجتماع میں بہت سے ایسے فوائد حاصل ہوتے ہیں جو انفرادی طور پر حاصل نہیں ہوتے۔

پس جب طالب پر ذکر جلی کے اثرات مرتب ہو جائیں اور وہ اپنے اندر ذکر کے نور کا مشاہدہ کر لے۔ یعنی ذوق و شوق پیدا ہو جائے خطرات رفع ہو جائیں طمانیت

قلب حاصل ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بڑائی ماسوا کے مقابلہ میں راسخ ہو جائے تب اس کو ذکر و خفی کرایا جائیگا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اول اسم ذات مع امہات صفات، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں آنکھیں بند کر کے ہونٹ بھی باہم ملا لے اور زبان سے اللہ سميع، اللہ بصير، اللہ علیہ، کہے، اور خیال میں ان کلمات کو اپنی ناف سے سینہ، سینہ سے دماغ، دماغ سے عرش تک پہنچ کر باہر نکلے، پھر کہے اللہ بصير، اللہ علیہ، اللہ سميع اور اس دفعہ مقامات مذکورہ سے ان کا نزول تصور میں لاتے (یعنی عرش سے دماغ، دماغ سے سینہ، سینہ سے ناف، یہ پورا ایک دور ہوا۔ اور اس کو اسی طرح بعد میں کرتا رہے۔ اس طائفہ کے بعض بزرگ اللہ قدیر کو بھی ان کلمات کے ساتھ شامل کرتے ہیں۔

دوسری قسم نفی و اثبات ہے جس کا طریقہ اوپر بیان ہوا۔ ایک اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ سواک کو اپنے سانس کی آمد و رفت پر دھیان رکھنا چاہیے۔

جب سانس باہر آئے تو زبان قلب لا الہ کہے اور جب
 سانس اندر جائے تو لا الہ کہے اکابر صوفیہ رحمۃ اللہ
 علیہم اس کو پاس انفاس کہتے ہیں۔ خطرات و وساوس
 و تصورات کو دور کرنے میں عظیم الخاصہ ہے پس جب
 طالب پر ذکر خفی کے آثار ظاہر ہونے لگیں اور اپنے باطن
 میں اس ذکر کے نور کا مشاہدہ کرنے لگے تو اس کو مراقبہ کا
 حکم فرماتے ہیں۔ اور اس کے اثر ظاہر ہونے سے مراد یہ ہے
 کہ شوق و غلبہ محبت اور سمت تمام فکر کی سمت میں پیدا
 ہوا اور اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کی طلب حاوی
 ہو جائے، سکوت میں مزہ ملے۔ گفتگو اور مشاغل دنیاوی
 سے طبیعت بھاگنے لگے۔

جاننا چاہیے کہ مراقبہ مادہ ترقیب سے مشتق ہے
 جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیض کا انتظار کرنے
 کے ہیں مراقبہ کی چند قسمیں ہیں۔ پہلے اس کے معنی کلی کا ذکر
 کرتا ہوں تاکہ اپنے تمام جزئیات پر صادق آئے اور وہ
 یا تو آیت کلمہ کا زبان سے تعلق کرنا ہے یا دل میں اس کا
 خیال جمانا اور اس کے معنی کو اچھی طرح سمجھ میں بٹھالینا ہے

اس کے بعد ان معانی کی کیفیات اور اس کے مصداق کا تصور کرنا۔ پھر دل کو یکسو کر کے صورتہ معبودہ پر اس طرح توجہ جمائے کہ دل میں اس خاص صورت کے سوا کسی اور چیز کا گذر نہ ہوتا آنکہ اس صورت کا استغراق متحقق ہو جائے اور اس کے ماسوے ذہن خالی ہو جائے، مراقبہ کی اصل یہ حدیث شریفہ ان تعبد اللہ کانک نورا فان لم تکن تراه فانہ یراک ہے پس سالک یا تو اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی کا دل میں خیال لائے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے یا اس کی معیت کا جہت و مکان کے تشریح کے ساتھ تصور کرے، تاکہ اس تصور میں استغراق پیدا ہو۔

یا آیت شریفہ و هو معکم ایما کنتہ (تم جہاں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے) کے مفہوم کو لحاظ میں رکھے اور حالت قعود و قیام، خواب و بیداری، خلوت و جلوت میں اللہ تعالیٰ کی معیت کا تصور کرے، یا ان آیات کے الفاظ زبان پر جاری رکھے۔

ایما تولوا فتم وجہہ اللہ (تم جہر بھی منہ پھیر
ادھر ہی اللہ ہے)

اولم یعلم بان اللہ یری (وہ جانتے نہیں کہ
اللہ تعالیٰ ان کو دیکھ رہا ہے)

نحن اقرب الیہ من حبل الورد (ہم اس کی
رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں،
واللہ بكل شیء محیط) اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو
گھیر رکھا ہے)

ان معی سراجی سیہدین (میرا رب میرے ساتھ
ہے عنقریب راستہ دکھا دے گا)
ہو الاول والاخر والظاہر والباطن (وہی اول
ہے وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن)
یہ تمام مراقبات مذکورہ اللہ تعالیٰ سے تعلق خاطر کے
لئے مفید ہیں۔

ہاں وہ مراقبہ جو قطع علائق، تجرد تام، سکرو صحو
کے لئے مفید ہیں ان کے منجملہ آیت کل من علیہا فان
ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔ کا مراقبہ ہے
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو مردہ تصور کرے اور دل
سے غائب جانے، اور سمجھے کہ اس کو ایک جگہ سے دوسری

جگہ بدلا جا رہا ہے آسمان کو ترتر بتر اور ٹوٹا پھوٹا تصور کرے اور خیال کرے کہ نہ اب اس کی وہ ترکیب رہی نہ صورت! اور یہ تصور کرے کہ جس اللہ تعالیٰ ہی باقی و موجود ہے۔ اس مراقبہ کی اتنی مشق کرے کہ اس کا نتیجہ جو محویت ہے حاصل ہو جائے۔

اسی طرح آیت ان الموت الذی تفرون منه فانہ ملا قیکم (جس موت سے تم بھاگے پھر رہے ہو وہ تم کو پکڑ کر رہے گی)، اور اینما تکنونوا یدساکم الموت ولو کدتم فی بروج مشیدہ (تم جہاں بھی ہو موت تم کو پکڑے گی چاہے بلند و مضبوط برجوں ہی میں کیوں نہ جا چھپو) کا مراقبہ ہے،

پس جب سالک پر مراقبہ کے فوائد ظاہر ہو جائیں اور اس کے انوار کا مشاہدہ کرنے لگے تو اسے توحید افعالی کا سبق دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو چیزوں کی ترغیب و تاکید فرمائی ہے۔
ایک ذکر اللہ کہ اس سے زبانی ذکر مراد ہے

اور دوسرے فکر کہ اس سے مراقبہ مراد ہے۔

اور شارح طریقت نے سالک کی ترقی از ذکر تا سوئے فکر میں آسانی کے لئے ذکر خفی استنباط فرمایا ہے۔

بعض شارح فرماتے ہیں کہ ہم نے آنے والے واقعات کے معلوم ہونے کے لئے تجربہ کیا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب غسل کر کے عمدہ لباس جو اس کے پاس ہو پہنے اور خوشبو لگائے، اور خلوت میں محتلف ہو کر بیٹھے۔ اور ایک قرآن شریف کھلا اپنے دائیں طرف رکھے، دوسرا بائیں تیسرا سامنے چوتھا پیچھے، اور پھر پوری توجہ اور یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ فلاں واقعہ کا انکشاف فرمادے، اب اسم ذات کا ورد بغیر آنکھیں بند کئے اس طور کرے کہ ایک ضرب دائیں طرف کے قرآن پر دوسری بائیں طرف والے پر تیسری سامنے والے پر اور چوتھی پیچھے والی پر لگائے، تا آنکہ اسے اپنے دل میں انشراح اور نور محسوس ہونے لگے، خلوت میں ایک ہفتہ تک اس شغل پُر اظہار کرنے سے واقعہ مطلوبہ کے متعلق کشف یقیناً ہو جائے گا۔ بعض شارح نے شغل مذکورہ میں

قرآن شریف کی بے ادبی سمجھ کر پند نہیں کیا۔ اس کے بجائے اسمائے الہیہ یا علیم، یا مبین یاخبیر کا ذکر بشرائط مذکورہ بتایا ہے، جیسا کہ میں اس کا ذکر یک ضربی یا سہ ضربی کے تحت کر چکا ہوں۔ واللہ اعلم۔

مشارح رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ انھیں شروط مذکور کے ساتھ ہم نے کشف ارواح کا تجربہ کیا۔ بانیطور کہ دائیں طرف سبوح کی، بائیں طرف قدوس کی آسمان کی طرف رب العالمین کی اور قلب پر والروح کی ضرب لگائی جائے۔

کارمشکل کی برآری کے لئے شرائط مذکور کے ساتھ رات کے وقت جس قدر پڑھ سکے نوافل پڑھے اس کے بعد دائیں جانب یا حتی بائیں طرف یا وہاب کی ضرب لگائے اور ہر مرتبہ ایسا کرے !

انشرح قلب اور ملیات کے وسیعہ کے لئے اللہ کی ضرب دل پر لگائے اور لا الہ الاہو الحی کی دائیں جانب اور القیوم کی بائیں جانب لگائے جب اللہ تعالیٰ سے کسی مریض کی شفا یا بی، یا

بھوک کے دفعیہ اور وسعت رزق۔ یا قہر دشمن کی دعا مانگنا
 چاہیے تو اسمائے الہیہ میں سے مناسب حال نام تلاش کرے
 اور اس نام کا دو ضربی یا تین ضربی یا چار ضربی ذکر کرے،
 جیسے یا شافی، یا صمد، یا رزاق، یا نذل وغیرہ وغیرہ
 واللہ اعلم۔

نہر سوم

اشغالِ اذکارِ چشتیہ کے بیان میں

حضرات چشتیہ امام طریقت حضرت خواجہ جہاں
 قطب ہندوستان ستید معین الدین حسن چشتی رضی اللہ عنہ
 کی طرف منسوب ہیں۔

خواجہ صاحب نے بیان فرمایا:-

گرامیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ
 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے
 اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ

جو راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ قریب کرنے والا
 اور اللہ کے نزدیک زیادہ افضل اور بندگانِ خدا کے لئے

زیادہ آسان ہو مجھے وہ بتائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے ارشاد فرمایا، خلوت میں ذکر کی کثرت اختیار کرو
 عرض کیا یا رسول اللہ کس طرح ذکر کروں، ارشاد فرمایا اپنی
 دونوں آنکھیں بند کرو اور میں جو کہتا ہوں سنو، پھر آپ نے
 تین مرتبہ لا الہ الا اللہ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ
 سنتے رہے! پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تین بار لا الہ
 الا اللہ کہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا۔
 پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر حضرت حسن
 بصری کو تلقین فرمایا اور انھوں نے حضرت عبدالواحد بن زید
 رحمۃ اللہ علیہ کو اس طرح تعلیم فرمایا اور ہم تک اسی طرح پہنچا۔
 پس جب شیخ مرید کو ذکر کی تلقین کرنا چاہتا ہے تو
 مرید کو روزہ رکھنے کا حکم دیتا ہے اگر جمعرات کا دن ہو تو
 بہتر ہے۔ اور استغفار و درود، گیارہ گیارہ بار پڑھنے کو
 کہتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں
 فا ذکر اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم فرمایا ہے
 اس لئے اس معاملہ میں ایسی کوشش کرو کہ تم پر کوئی ایسا
 وقت نہ گزرے کہ تم نہ ذکر نہ ہو۔

اور معلوم کرو کہ تمہارا قلب بائیں پستان کے نیچے دو
انگل کے فاصلہ پر ہے جس کی شکل گل صنوبر کی سی ہے، اور
اس کے دو دروازے ہیں ایک فوقانی، ایک تحتانی، اور
فوقانی دروازہ کھلنا ذکر جہری پر موقوف ہے اور تحتانی
دروازہ کا ذکر خفی پر، جب ذکر جہر کا ارادہ ہو تو چار زانو بٹھو
اور رگ کیماں کو دائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے برابر
والی انگلی سے پکڑو۔ رگ کیماں ایک رگ کا نام ہے جو
زانو کے اندر ہوتی ہے، اس رگ کا بطریق مذکور پکڑنا خطرناک
و وساوس کی نفی کے لئے مفید ہے اور قلب کو حرارت
بخشتا ہے، رو بقبلہ بیٹھو اور لا الہ الا اللہ اندرون قلب
کی پوری قوت اور شد و مد سے کہو، حرف لا کو ناف سے
کھینچ کر سیدھے کندھے تک لا کر باہر نکالو اور لفظ الہ کو اصل
واغ سے اور اپنے تصور میں یہ اشارہ کرو کہ ماسوا اللہ کی دوستی
کو اپنے اندر سے نکال کر باہر پھینکتا ہوں اور پس پشت ڈالتا
ہوں، الہ پر سانس نہ توڑو بلکہ شدت و قوت کے ساتھ
الا اللہ کی ضرب دل میں لگاؤ۔ متبدی غیر خدا کی معبودیت
کی نفی کا لحاظ کرے اور متوسط نفی مقصود بیت غیر خدا۔

اور منتہی غیر خدا کے وجود کی نفی کا لحاظ کرے۔

اس ذکر کی شرط اعظم اپنی جمعیت کو جمع کرنا اور کلمہ طیبہ کے معنی کو سمجھنا ہے۔

ذکر جہر کرنے والے کے لئے مناسب ہے کہ تقلیل طعام نہ کرے چوتھائی معدہ کا خالی رکھنا کافی ہے۔ اور روغنیات کا استعمال بھی ضروری ہے تاکہ دماغی خشکی لاحق نہ ہو۔

جب پاس انفاس کرنا چاہے تو چاہیے کہ اپنے نفس کی آندو شد سے ہوشیار اور بیدار رہے جب سانس باہر کی طرف آئے تو لا الہ کہے اور اپنے خیال سے محبتِ ماسوی اللہ کو اپنے باطن سے باہر نکال پھینکے اور جب سانس اندر جائے تو لا الہ کہے اور خیال کرے کہ اپنے دل کے اندر محبتِ الہی ڈال رہا ہوں۔

مشارح کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں سلوک کا رکن اعظم مرید کے قلب کا ربط قلبِ شیخ سے باعتبار محبت و تعظیم کے ہے، اور شیخ کی صورت کا تصور ہے۔ جب طالب کا باطن نور ذکر سے منور ہو جائے تو مراقبہ کا حکم کرے، کہ ان

کلمات اللہ حاضری، اللہ ناظری اللہ معی یا آیت امنہ
 بکل شیء حیلے کا مراقبہ دل یا زبان سے کرے یا اللہ تعالیٰ
 کو اپنے اور قبلہ کے درمیان حاضر تصور کرے اور مشاہدہ کرے۔
 جو سالک چلہ کرنا چاہے اسے چند امور کی رعایت کرنا
 ضروری ہے۔

ہمیشہ روزہ سے رہے، ہر وقت قیام میں رہے، کم
 کھائے، کم بولے، کم سوئے، اور لوگوں سے میل جول کم
 کرے، بیداری اور سوتے وقت تک ہر وقت با وضو ہے
 اپنے قلب کو شیخ کی محبت اور احترام کے ربط سے مربوط
 رکھے غفلت اپنے اوپر حرام کر لے، جب جلتے اعتکاف
 میں دایاں پاؤں رکھے تو اعوذا ورسیم اللہ پڑھ کر تین مرتبہ
 سورہ والناس پڑھے، اور جب بایاں پاؤں رکھے تو
 کہے، اللہم انت ولی فی الدنیا والاخرۃ کن لی
 کما کنت لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وارضقنی
 بمجتک۔ اللہم ارضقنی حبک واشغالی بحمالک
 واجعلنی من المخلصین۔ اللہم ارحم نفسی
 بجذبات ذلتک یا اینس من لا ینس لہ۔

صاحب الاقداس فی فردا وانت خیر الواسعین۔
 اور مصطفیٰ پر کھڑے ہو کر اکیس بار پڑھے انی وجہت
 وجهی للذی فضل السموات والارض حنیفا وما
 انا من المشرکین۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے
 پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی اور دوسری
 میں آمین الرسول پڑھے۔ سلام کے بعد طویل سجدہ کرے
 اور خوب توجہ سے دل لگا کر دعا کرے۔ اور پانچ صد مرتبہ
 یا قتیح پڑھے، پھر مذکورہ بالا اذکار میں مشغول ہو جائے۔
 مزارات پر حاضری دینے والوں کے لئے خصوصاً
 طور پر کہا گیا ہے کہ جب مقبرہ میں داخل ہوں تو مقبرہ میں
 دو رکعت کے اندر انا فتحنا پڑھیں اور میت کی طرف متوجہ
 ہو کر بیٹھ جائیں سورہ ملک پڑھیں تکبیر و تہلیل کہیں اور
 گیارہ مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھ کر میت کے نزدیک ہو کر اکیس
 بار یارب کہیں، اس کے بعد کہے اے روح آسمان کی طرف
 اڑو، اے روح الروح میرے قلب میں ضرب لگاؤ تاکہ
 انشراح اور نور پیدا ہو، پھر اس فیض کا انتظار کرے جو
 صاحب قبر کی جانب سے ترے دل تک پہنچے۔

سخت مشکل کے وقت حضرات چشتیہ کے ہاں صلوٰۃ کن فیکون کا معمول ہے جو بدھ، جمعرات اور جمعہ کی رات کو پڑھی جاتی ہے۔ دو رکعت نماز نقل کی نیت کرے پہلی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سورہ اخلاص سو بار۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور سورہ اخلاص ایک بار، سلام کے بعد سو بار کہے "اے دشواریوں کو آسان کرنے والے اور اے تاریکیوں کو روشن کرنے والے۔"

اور سو بار درود شریف پڑھے اور حضور قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے، تیسری رات نماز اور دعاؤں سے فارغ ہو کر سرننگا کرے۔ اور گریہ و زاری کے ساتھ اپنے مطلب کی دعا پچاس مرتبہ کہے، انشاء اللہ دعا مستجاب ہوگی۔

نہر چہارم

اصطلاحات طریقت کا بیان جو حضرات نقشبندیہ کے ہاں رائج ہیں۔

سلسلہ نقشبندیہ خواجہ خواجگان پیران پیر امام طریقت

وشریعت و حقیقت، مرکز دائرہ ولایت و معرفت قطب
 المحققین حضرت خواجہ بہار الدین محمد بن النجاری مشہور
 بہ شاہ نقشبند رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ آپ
 نیا سید ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی
 اولاد میں ہیں۔ آپ کی ولادت، محرم ۱۰۰۰ھ میں اور وقتاً
 شب ووشنبہ ۳ ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ اس شعر
 کے ایک مصرعہ سے آپ کی تاریخ وفات نکلتی ہے
 مسکن دماوی اوچوں بود قصرے عارفان
 قصر عرفان زیں سبب آمد حساب رحلتش
 مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق جو اشعار
 کہے ان کا ترجمہ یہ ہے۔

یثرب و بطحا میں جو ٹھپہ رائج تھا، اس کا وقت
 آخر آپ پہنچا، اس دولت سے بجز شاہ نقشبند کے اور
 کوئی بہرہ مند نہ ہوا، ایسا گوہر پاک ہر جگہ نہیں ہوتا
 اس کی کان خاک بخارا تھی، اس کا پہلا قدم ہرستی کا آخر
 قدم تھا اس کے آخری قدم کے لئے تمنا کی جیب بھی تھی۔
 کسی اور نے کہا۔

خواجہ نقشبند روکاٹ دور کرنے والے ہیں مرید کے
دل سے غیر کا نقش مٹا دیتے ہیں۔

طریقہ مجددیہ جس کا ذکر پہر اول میں کیا گیا نقشبندیہ طریقہ
کے اصول پر مبنی ہے، وہ اصول و قوف قلبی اور مبداء
فیاض کے ساتھ توجہ، خطرات کی نگہداشت، شیخ مقتدا
کی صحبت کے التزام اور دوام ذکر پر مشتمل ہیں اور ان کی
شرائط کے مطابق ذکر کی اقسام کا وہاں ذکر ہو چکا۔

اب بعض وہ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد
رکھی گئی بیان کرتا ہوں غور و توجہ سے سنتے، وہ کلمات
یہ ہیں۔ ہوش دروم۔ نظر بر قدم، سفر
دروطن، و خلوت در انجمن، یاد کرد، بازگشت،
نگہداشت اور یادداشت۔ یہ آٹھ کلمات حضرت
خواجہ جہاں مولا تاجید الخالق عجدانی رحمۃ اللہ علیہ سے
منقول ہیں۔ ان میں تین کلمات و قوف زمانی۔ و قوف
قلبی اور و قوف عدوی کا اضافہ شاہ نقشبند
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

ہوش دروم کا مطلب یہ ہے کہ سالک ہر

آن اپنے نفس کے متعلق بیدار رہے اور یہ دیکھتا رہے کہ اس کا نفس ڈاکر ہے یا غافل، اور اس کو بتدریج دوام حضوری تک پہنچاتے ہیں۔ یہ صورت بتدی سالک کے لئے مفید ہے، متوسط کو چاہیے کہ وہ ہر لحظہ اپنے نفس کی ٹوہ میں رہے۔ مثلاً ہر گھڑی بعد دیکھے کہ اس میں غفلت تو داخل نہیں ہو گئی، پس اگر غفلت موجود پائے استغفار کرے اور آئندہ اس کے ترک کا قصد کرے، اور اس طرح لحاظ کرتا ہوا دوام حضوری پر فائز ہو، اور یہ آخری معنی وقوف زمانی کے ہیں جس کو شاہ نقشبندؒ نے استخراج فرمایا، اس لئے کہ متوسط کو علمی کیفیت کا علم ہر وقت فکر مند بناتے رکھتا ہے اور توجہ الی اللہ میں اس کی استغرافی کیفیت ایسی ہوتی ہے کہ اس توجہ کا علم اس میں مائع نہیں ہوتا۔

اور نظر برو قدم کا مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے چلتے وقت نظر پاؤں پر رکھے اور بیٹھنے کی حالت میں اپنے سامنے دیکھے دائیں بائیں نظر نہ ڈالے کہ اس سے بہت بڑا نقصان ہوتا ہے اور مقصد میں رکاوٹ پڑتی

ہے، اور یہی حکم اس کی طرف کان لگانے کا ہے کہ لوگوں سے بات چیت اور قصص و حکایات سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور یہ معنی مبتدی کے حسب حال ہیں، اور منتہی کے حسب حال یہ ہے کہ اپنے حال پر غور کرے کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کون سے نبی کے قدم پر ہے۔ اس لئے کہ بعض اولیاء زیر قدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں اور ان کو محمدی المشرب کہا جاتا ہے، بعض برترم حضرت ابوالبشر آدم علیہ السلام ہوتے ہیں اور آدمی المشرب کہلاتے ہیں بعض دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زیر قدم ہوتے ہیں اور ان کا نام ابراہیمی المشرب ہوتا ہے ایک گروہ موسیٰ علیہ السلام کے زیر قدم رکھے ہوئے ہے اور موسیٰ المشرب اس کا لقب ہے۔ ایک گروہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تحت قدم ہونے کے سبب عیسوی المشرب کہلاتا ہے۔ چنانچہ میرے والد محترم عیسوی مشرب رکھتے تھے، اور حضرت موصوف کا مبداء تعین اسم الحی تھا۔ اور ہمارے سید و آقا مرشد و امام ابراہیم المشرب تھے اور ان کا مربی اسم العظیم تھا اور یہ حقیر و ناچیز

راقم سطور محمدی المشرب ہے اور اس کا مبداء تعین العلم ہے
 پس جب سالک اپنے متبوع کو پہچان لے گا تو
 اس کے حالات و واقعات متبوع کے واقعات کے مناسبت
 ہوں گے۔

سفر و وطن سے مراد صفات بشریہ سے صفات
 ملکیت کی طرف ہر وقت انتقال کرتے رہنا ہے سالک کو
 چاہیے کہ اپنے نفس میں اس بات کا پتہ لگائے کہ اس میں غیر
 کی محبت باقی ہے یا نہیں، اگر موجود پائے تو توبہ کرے
 اور سمجھے کہ میرے لئے یہ بہت ہے کلمہ لا سے اس کی منفی
 کرے اور کلمہ الا اللہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت کا
 اثبات کرے۔

سالک پر یہ بھی واجب ہے کہ اپنے دل کا جائزہ لے
 اگر اس میں کسی جانب سے بغض، عداوت یا کینہ ہو تو اسے
 اس کلمہ کی مداومت سے دور کرے۔

خلوت در انجمن کا مطلب یہ ہے کہ سالک کا دل
 ہر وقت ہر حال میں خدا تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہے اور ہر
 وقت اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

اس ماہ ویش کی طرف سے پک بھپکنے کی مدت کے لئے
 بھی غافل نہ رہو شاید کسی وقت توجہ کرے اور تم متوجہ نہ ہو
 اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ صوفی خلق میں گھلا ملا بھی ہے
 اور ان سے دور بھی ہے، باعتبار ظاہر تو وہ ان میں ملا جلا
 نظر آتا ہے مگر باطن کے اعتبار سے ان سے جدا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت خواجہ بہار الدین قدس سرہ فرماتے
 ہیں کہ قرآن شریف کی آیت *لا تلبسوا لباسا*
والبس عن ذکما اللہ میں اسی حالت کی طرف اشارہ ہے
 حق یہ ہے درویشوں کا لباس پہنکر ہر وقت اللہ تعالیٰ
 سے لو لگانے میں ظاہری طور پر مشغول رہنے میں اکثر ریا
 اور دکھلاوے کا شبہ ہوتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ اپنا لباس
 علماء و صلحا کا سا رکھے اور ولی طور پر ہر وقت اللہ تعالیٰ
 کی طرف متوجہ رہے،

حضرت خواجہ عزیزاں علی رامینی فرماتے ہیں کہ
 اندرونی چیزوں کی خبر رکھو بیرونی اور ظاہری چیزوں
 پر توجہ نہ دو، ایسی توجہ اور روش جس جہاں میں کم پائی
 جاتی ہے۔

یا ذکر و کامطلب ذکر اللہ سے ہے، وہ ذکر اسم ذات
کا ہو یا نفی و اثبات کا، جیسا کہ نہراؤل میں تفصیلاً مذکور
ہوا، کیونکہ ذکر ہی فنا و بقا کا موجب ہے اور ذکر ہی خدا تک
پہنچاتا ہے۔

ذکر کرو کیونکہ ذکر ہی تمہاری زندگی ہے
دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے ذکر ہی سے ملتی ہے

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ خدا تعالیٰ کا

فرمان ہے، جس سے اس دعا کی تصدیق ہوتی ہے۔

باز گشت کامطلب یہ ہے کہ کچھ دیر ذکر کر کے حق

تعالیٰ سے دعا و مناجات کرے کہ الہی میرا مقصود تو۔

اور تیری رضا ہے تیری خاطر میں نے دنیا و آخرت ترک

کر دی، تو اپنی نعمت مجھ پر تمام فرما اور اپنے جناب میں

وصول تمام عطا فرما۔ ذکر میں یہ بہت بڑی شرط ہے

اس سے تغافل ہرگز نہ کریں کہ بڑی فائدہ کی بات ہے۔

نگہداشت سے خطرات و وساوس اور تصورات

کی ادھیڑ بن سے اپنے دل کی حفاظت کرنا مراد ہے سالک

کو چاہیے کہ بیدار و ہوشیار رہے دل میں خطرات و وساوس

گزر کرنے نہ پائیں۔ کہ اندر جا کر گھر کر لیں، اور ازالہ میں مشکلات پیش آئیں۔ یہ طریقہ اختیار کرنا ملکہ جمعیت و طمانیت ہے اور جب ملکہ جمعیت حاصل ہو جائے یعنی قلب سے خطرات کا بالکل استیصال ہو جائے تو فنا سے قلب حاصل ہو جاتی ہے۔ البتہ دماغ سے کچھ نہ کچھ اترتا رہتا ہے۔ فنا سے نفس کے بعد دماغ سے بھی یہ کیفیت زائل ہو جاتی ہے۔

یہ خیال کرنا کہ خطرہ ادراک میں بھی کہیں سے نہ آئے حیرت کی بات ہے خطرہ کا بالکل مٹ جانا اصل عقل کے نزدیک معقول نہیں لیکن خدا کے دوستوں کے طریقے عقل و نظر سے ماوراء ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مولانا روم فرماتے ہیں (اس لئے ان کی حالت پر اپنے کو قیاس نہ کرے) پاکباز حضرات کے کاموں کو اپنے کاموں پر قیاس نہ کرو، اگرچہ شیر و شیر کا املا ایک ہے۔ (مگر معنی و حقیقت میں بڑا بچھڑ ہے)

واضح رہے کہ فنا چار قسم کی ہوتی ہے۔

اول فنا خلق کہ خدا کے ماسول سے امید و بیم

بالکل نہ رہے۔

دروہم فتنائے ہوا کہ دل میں خدا کی خواہش کے سوا
کوئی آرزو نہ رہے ۔

دیدہ و دل کی تسکین کس طرح کروں کہ ہر وقت دل
و دیدہ تری طلب و خواہش کرتے رہتے ہیں ۔

سوم فتنہ ارادہ کہ سالک سے ارادہ و خواہش کی
صفت ہی زائل ہو جائے ، جیسا کہ مردہ سے زائل ہو جاتی ہے ۔
چہارم فتنہ فعل کہ بی بیصر (میرے ساتھ دیکھتا

ہے) بی میسج (میرے ساتھ سنتا ہے) بی ینطق (میرے
ساتھ کلام کرتا ہے) بی بیطش (میرے ساتھ پکڑتا ہے)
بی یشی (مرے ساتھ چلتا ہے) بی یحقل (میرے ساتھ
سوچتا ہے) کی کیفیات جدوہ گر ہو جائیں ۔

حق تعالیٰ کا علم صوفی کے علم میں گم ہو گیا مگر لوگوں
کی سمجھ میں یہ بات نہیں بچتی ۔

توبہ ۔ انابت ۔ زہد ۔ قناعت ۔ ورع ۔ صبر ۔
شکر ۔ توکل ۔ تسلیم اور رضا ان دس مقامات کے
حصول کے بغیر مقام ولایت پر فائز ہونا تصور ہی میں نہیں
آتا ، گو بالا جمال بھی مگر حصول ضروری ہے ، جیسا کہ طریقت

نقشبندیہ مجددیہ میں ہے۔ اس لئے کہ تفصیل مذکورہ کے مطابق
اس خاندان میں نسبت اجمالی و جذبی ہے!

اور دوسرے سلسلوں کی سیر سلو کی ہے اور سلو کی
سیر بہت تفصیلی ہوتی ہے۔

یادداشت کے معنی ہیں کہ الفاظ و تخیلات سے
خالی، توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات بچوں و چگوں کی طرف اور
سچی بات یہ ہے کہ ایسی توجہ فنا تمام اور بقا کامل کے
بعد ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

وقوف زمانی۔ کی تعریف ہوش و روم کے
ذیل میں بیان کر چکا ہوں۔

وقوف عددی۔ نفی و اثبات میں طاق عدد کی
رعایت کرنے سے مراد ہے۔ جیسا کہ نہراول میں اس کی بیان گزر چکا۔
وقوف قلبی۔ دل کی طرف جو باتیں پستان کے
نیچے ہے توجہ کا نام ہے، اس توجہ کی حکمت ایسی ہی ہے
جیسی کہ طریقہ جیلانیہ میں ضرب کی۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

جاننا چاہیے، کہ مشارحہ نقشبندیہ میں تصرفات کی
قوت عجیب و غریب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کام پر جمع ہمت

کر لیں تو وہ کام ان کی ہمت کے موافق ہو کر رہتا ہے، یا
 مثلاً طالب میں تاثیر کرنا۔ اور مریض سے مرض سلب کر لینا،
 گنہگار کا توبہ پر آمادہ ہو جانا، اور لوگوں کے دلوں پر تصرف
 کہ وہ محبت و تعظیم سے پیش آتے ہیں، ان کے محسوسات
 ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں بڑے بڑے واقعات کا نقشہ آجاتا
 ہے، زندہ یا اہل قبور بزرگوں کی نسبت پر باخبر ہو جانا۔
 ولی ارادوں پر مطلع ہو جانا، آنے والے واقعات کا انکشاف
 ہو جانا۔ نازل ہونے والی بلاؤں کا دفعیہ وغیرہ وغیرہ یہ
 سب اس سلسلہ عالیہ کے شیروں کی خصوصیات ہیں۔
 حضرات نقشبندیہ کی قافلہ سالاری بہت ہی عجیب
 ہے۔ یہ پوشیدہ راستہ سے قافلہ کو حرم لے جاتے ہیں۔

سالک راہ کے دل میں ان کی محبت کا جاذبہ ہی اس
 کو خلوت و چلہ کشی کی راہ سے نکال لے جاتا ہے۔ ناواقف اگر
 اس طائفہ پر ناواقف ہی کا طعنہ دے۔ تو یہ بات بخدا قابل
 شکایت ہے۔

دنیا جہاں کے شیر اس سلسلہ سے منسلک ہیں، لومڑی
 جیلہ سازی سے اس سلسلہ کو کیسے توڑ سکتی ہے ان سب پر

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت نازل فرماتے۔

طالبانِ حق پر توجہ کرنے کا طریقہ مشائخِ کرام کا یہ ہوتا ہے کہ جس نسبت کا ارتقا طالب پر منظور ہوتا ہے اس نسبت میں شیخ اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر پوری قوت اور توجہ نام سے اس نسبت کو طالب کی طرف منتقل کرتا ہے چنانچہ وہ نسبت حسب استعداد طالب منتقل ہو جاتی ہے۔

اور جب طالب غائب ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ فرماتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔

ایسے ہی ہر مشکل کام جو ان کو پیش آتا ہے اس کے حل میں ہمت کرتے اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرتے ہیں اور وہ کام ان کی تمنا کے مطابق پورا ہو جاتا ہے۔

اہل اللہ کی تسبیح و ریاضت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہوں تو ان کے رویرو، ورنہ قبر کے نزدیک بیٹھ کر اپنے نفس کو اپنی نسبت سے خالی کر لیتے ہیں اور اپنی روح کو ان کی روح سے متصل کر کے اپنے نفس کی طرف اس کو متوجہ کرتے ہیں۔ اس میں جو کیفیت آئے گی وہی اس شخص کی

نسبت ہوگی۔

لوگوں کے دلوں کے خطرات پر مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر چیز سے خالی کر کے اپنے نفس کو اس کے نفس سے ملائے ہیں، اگر کوئی بات ذہن میں اتر آئے تو وہ اس شخص کا خطرہ قلبی ہوگا۔

آئندہ پیش آنے والے واقعہ کی خبر معلوم کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہر چیز سے اپنے نفس کو فارغ کرے بجز واقعہ مطلوبہ کے انتظار کے، جب تصورات ختم ہو جائیں اور صرف انتظار رہ جائے، تو اپنے نفس کو ملائکہ کرام کے ساتھ ملحق کرے، انشا اللہ اس پر وہ واقعہ ہائت غیبی کی طرف سے خواب یا بیداری میں منکشف ہو جائے گا۔

نازل ہونے والی بلا کو روکنے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس بلا کی صورت مثالیہ کو ملحوظ رکھ کر اس کے دفعیہ کے لئے ہمت قوی کے ساتھ اس کی طرف توجہ کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ دفع ہو جاتی ہے۔

خاتمہ

سلاسل طریقت کے شجرہ جات کے بیان میں

شجرہ خاندان نقشبندیہ مجددیہ

الہی بکرمات شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بکرمات خلیفہ
 رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات
 صاحب رسول اللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ الہی بکرمات
 حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات
 حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمات حضرت
 بایزید سیستانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ
 ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ
 ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ
 ابویوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ
 جہاں عبدالحق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت
 خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات خواجہ
 محمود الحیر فتحوی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمات حضرت خواجہ

عزیزاں علی رامیتنی رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت خواجہ محمد بابا
 سہاسی رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید میر کمال رحمتہ اللہ
 علیہ الہی بکرمیت خواجہ خواجگان و پیر پیراں حضرت سید
 بہار الدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت خواجہ علا الدین
 عطار رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت مولانا یعقوب چرخی
 رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
 رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ
 علیہ الہی بکرمیت حضرت خواجہ درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت مولانا خواجگی امکنکی رحمتہ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ الہی
 بکرمیت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی
 سہرندی (سرمہندی) رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت عروہ
 الوثقی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت سلطان الاولیاء شیخ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت شمس الدین حبیب اللہ حضرت میرزا
 جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الہی بکرمیت مجدد مائتہ الثالث

والعشر نائب حضرت خیر البشر خلیفہ خدام روج شریعت
مصطفیٰ حضرت مولانا و سیدنا عبد اللہ المعروف بشاہ
غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت والدی ماجدی
قیوم نماں قطب دوران حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ
اللہ علیہ، ناچیز فقیر احمد سعید مجددی پر رحم فرما اور اپنی
محبت و معرفت عطا فرما۔

شجرہ قادریہ

الہی بکرمیت شفیق المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ الہی بکرمیت خلیفہ رسول اللہ
حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت سبط رسول حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت سبط رسول حضرت امام
حسین رضی اللہ عنہ۔ الہی بکرمیت امام زین العابدین رضی اللہ
عنہ الہی بکرمیت حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت
امام بہام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت امام
موسٰی کاظم رضی اللہ عنہ الہی بکرمیت امام موسٰی رضا رضی اللہ عنہ
الہی بکرمیت حضرت خواجہ محمد معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ الہی
بکرمیت حضرت خواجہ مسری سقطی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت

حضرت سید الطائفہ حضرت جہینہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت عبد العزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 شیخ عبدالواحد بن عبد العزیز تمیمی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت شیخ ابوالفرح ططوسی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 شیخ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت شیخ
 ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت پیران پیر
 دستگیر میراں محی الدین محبوب سلطانی قطب ربانی حضرت
 سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 شرف الدین قتال رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت سید عبدالوہاب
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید بہار الدین رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت سید عقیل رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 سید شمس الدین صحرائی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 سید ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید گدار حسن
 اول رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید شمس الدین عارف
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت سید گدار حسن ثانی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بحرمیت حضرت شاہ فضل رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت
 حضرت شاہ کمال کیٹھالی رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت
 شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت امام ربانی
 مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سہروردی (سہروردی)،
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت خازن الرحمۃ حضرت شیخ محمد سعید
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت دلیل الرحمن حضرت شیخ عبد الاحد
 رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت حضرت شیخ محمد عابد سنامی
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت حضرت شمس الدین حبیب اللہ
 مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمیت مجدد مائتہ الثالث
 والعشر نائب خیر البشر ستینا و مولانا شاہ عبد اللہ المعروف
 بشاہ غلام علی احمدی رحمۃ اللہ علیہ، الہی بحرمیت والدہ
 ماجدی مرشدی و مولائی شاہ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ درویش
 میں سب سے کتر احمد سعید مجددی پر رحم فرما۔ اور ان اکابر
 کی نسبت خاص سے بہرہ ور فرما۔

۱۵۸ شجره سلسله چشتیه

الہی بحرمۃ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین حضرت محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الہی بحرمۃ خلیفہ
 رسول اللہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ الہی بحرمۃ
 خیر التابعین حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ
 شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ حضرت شیخ
 فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ حضرت سلطان
 ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ حضرت شیخ حذیفہ
 مرعشی رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ حضرت شیخ ہبیرہ بصری
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بحرمۃ حضرت شیخ علودینوری رحمۃ اللہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ ابواحد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ حاجی شریف زبیدی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بحرمۃ حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

الہی بکرمیت خواجہ خواجگان و قطب ہندوستان امام الطریقہ
 حضرت معین الدین چشتی سنہری رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (کاکا) رحمۃ اللہ
 علیہ الہی بکرمیت شیخ فرید الحق والدین مسعود و ابو مصطفیٰ
 (المعروف گنج شکر) رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت مخدوم
 عالم علاء الدین حضرت علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ الہی
 بکرمیت حضرت شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
 الہی بکرمیت حضرت شیخ احمد عبد الحق ردو لوی رحمۃ اللہ
 علیہ الہی بکرمیت شیخ محمد عارف رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت
 مخدوم عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت امام ربانی
 مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہروردی (سہروردی)
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت خازن الرحمتہ حضرت شیخ
 محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت وکیل الرحمن حضرت
 شیخ عبد الاحد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت حضرت شیخ

محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیم طریقہ احمد شمس الدین
 حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت
 مجدد مائتہ الثالث والعشر نائب حضرت خیر البشر سیدنا
 ومولانا حضرت شاہ عبد اللہ المعروف بشاہ غلام علی احمدی
 رحمۃ اللہ علیہ الہی بکرمیت قیوم زماں و قطب دوران والدی
 ماجدی حضرت شاہ ابوسعید احمدی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں
 میں سب سے زیادہ حقیر احمد سعید مجددی پر کرم فرما۔
 اپنا ذوق و شوق اپنی محبت و معرفت نصیب فرما۔
 اے اللہ ان برگزیدہ نفوس سے تو راضی ہو جا اور
 مجھے ان کے کمالات و برکات سے متمتع فرما۔ آمین

ختم شد

محمد احمد منجنگ ڈائریکٹر ہارڈ ویئر مینوفیکچرنگ کارپوریشن لمیٹڈ
۴۴۔ ایف سندھ ہاؤسٹرل اسٹیٹ

ماری پور روڈ کراچی ۳

ڈائریکٹر پاکستان ایکسپلوریشنز اسٹیل ری رولنگ ملز لمیٹڈ
بادامی باغ۔ لاہور

نئے مفت تقسیم کے لئے طبع کرایا

ناشر

ناظم دعوت الحق مسجد طیبہ پرنس اسٹریٹ کراچی ۲

فون:- ۲۳۱۴۴۰